جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے۔۔۔ جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی

تحریر: سہیل احمد لون

عطیہ خداوندی ہے کہ ہماری دھرتی کی مٹی زرخیز اور قدرتی وسائل سے مالامال ہے۔ زرخیز مٹی بھی اُس وقت تک کچھ نہیں کر سکتی جب تک کسان باغبان اور مزدور اسکی مناسب دیکھ بال نہ کریں۔ اس پر جتنی محنت اور لگن سے کام کیا جائیگا اتنا ہی کھیتوں میں اناج اور چمن میں پھل و پھول کھلتے رہیں گے اور میرے مزدوروں کا زور بازو انہیں انسانوں تک پہنچاتا رہے گا لیکن اس کی مناسب حفاظت نہ کی جائے تو طرح طرح کا حشرات الارض ان لہلاتی فصلوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ ذرا سی غفلت برتنے سے ان پر آکاس بیل کا حملہ بھی ہو سکتا ہے۔ جوان کو اپنے دم گھونٹنے والے حصار میں لے کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے موت کی نیند سلا دیتی ہے۔ اگر ہم اس زرخیز مٹی کا مناسب استعمال نہ کریں تو اس میں خودرو پودے اور جھاڑیاں اگنا شروع ہو جاتی ہیں جس سے دوسرے پھلوں اور پھولوں کو نقصان پہنچنے کے ساتھ ساتھ اس کی خوبصورتی بھی ماند پڑتی ہے۔ اسی طرح ہمارے دیس کے لوگوں کا ذہن بھی بہت زرخیز ہے۔ ان کے ذہنوں کی مناسب نشونما کے لیے ماں باپ کی دیکھ بھال، اساتذہ کی تعلیم و تربیت کے علاوہ صحت مندانہ معاشرتی ماحول بھی اشد ضروری ہے۔ جس میں پر امن فضا کا ہونا لازمی جزو ہے۔ جس طرح مالی اور کسان اپنی فصل اور پھل پھول کو کیڑے مکوڑوں سے تباہ ہونے سے بچانے کے لیے حفاظتی اقدامات کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح نسل نو کو بھی غلط ماحول اور منفی سوچ کے لوگوں سے بچانے کے لیے حفاظتی اقدامات کرنے کی جتنی ضرورت آج ہے پہلے نہ تھی۔ ورنہ ان کو دہشت گردی کی آکاس بیل اپنے مکروہ شکنجے میں لے کر ہمیشہ کے لیے ان کو اپنا غلام بنا لے گی۔ ذہانت، ہمت، حوصلہ اور جذبہ قومی مفاد کے خلاف استعمال ہونا شروع ہو گیا تو ہمارا انجام بڑا بھیانک ہو گا۔

اس دیس کی مٹی میں بڑی طاقت ہے اور بیج بو کر جب محنت کی جاتی ہے تو اس کا ثمر بھی با کمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری نسل نو کو مناسب تعلیم و تربیت اور سازگار ماحول میسر آئے تو وہ بھی ملک و قوم کے لیے سرمایہ ثابت ہو سکتے ہیں لیکن اگر ان کو مثبت ماحول نہ ملا اور بدقسمتی سے یہ غلط ہاتھوں میں آ چلے گئے۔ جو ان کے ذہنوں میں دہشت گردی کا بیج بو کر انتہاپسندی کا پانی دینے کے بعد ہمارے خلاف ہی استعمال کر سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں ہمارا ملک تکلیف دہ حالات سے گزر رہا ہے۔ ایک کلمہ گو کے ہاتھوں دوسرے کلمہ گو کی ہلاکت پر آسمان بھی اشک بار اور انسانیت شرمندہ ہے کہ جنھوں نے امن کا عالمی پیام پھیلانا تھا انہوں نے خود قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ سر پر دہشت گردی کا کفن باندھ کر معصوم لوگوں کی جان لینے والے بھی اپنے آپ کو جنت کا حقدار اور شہادت کے رتبے پر فائز سمجھتے ہیں اور جو ان کی سفاکی کا نشانہ بنتے ہیں وہ بھی شہید ہیں......! اس کا فائدہ جس کو ہو رہا ہے اور کس کو ہو گا وہ کوئی نہ کوئی تو ہے لیکن ہمارے لیے خسارہ ہی خسارہ ہے۔

ایک وقت وہ بھی تھا جب ہمارے فوجی جوانوں نے اپنے جسموں پر بم باندھ کر دشمن کے ٹینکوں کے نیچے لیٹ کر ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا کر جام شہادت نوش کیا اور اپنی تاریخ اپنے لہو سے لکھ کر آنیوالی نسلوں کو درس دیا کہ زندہ قومیں اپنی خودمختاری کی حفاظت کے وقت کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتیں۔ آج انہی شہداء کا وہ جنگی حربہ ان کے خلاف استعمال ہو رہا ہے اور کرنے والے بھی وہ معصوم ذہن ہیں جن کے جان و مال کی حفاظت کرتے وہ مقدس جسم شہید ہوئے تھے۔ ہماری فوج کے عظیم کارناموں کی وجہ سے عوام میں ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی فوجی وردی میں کہیں سے گزرتا تو بچے بوڑھے اور جوان سب ان کو عزت و احترام سے دیکھتے۔ کوئی پیار سے ہاتھ ہلاتا اور کوئی سیلوٹ کرتا۔ آج کیا ہو گیا ہے کہ ہماری بری، بحری اور فضائی فوج کے ساتھ ساتھ سیکیورٹی ادارے بھی دہشت گردی کا ہدف بنتے جا رہے ہیں۔ جب حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں تو باقی عوام ان درندوں سے بھلا کیسے محفوظ رہ سکتی ہے۔

دہشت گردی کا یہ بیج جو ضیا الحق نے اپنے دور میں بویا تھا آج ساری قوم اس کا پھل کھا رہی ہے۔ سیدنا عیسی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اچھا درخت کبھی برا پھل نہیں دیتا اور برا درخت کبھی اچھا پھل نہیں دے گا۔ ہم نے افغانستان جنگ کا برا درخت لگایا تھا اور آج اُس کی پھل تو دور کی بات جڑیں بھی ہمارے اپنے آنگنوں تک آ پہنچی ہیں۔ پچھلے چند سالوں میں پاکستان کی کون سی جگہ ہے جو دہشت گردی کے واقعات سے محفوظ رہی ہو؟ حساس اداروں کے ہیڈ کواٹرز، مساجد، جلسہ گاہ، امام بارگاہ، تھانے، چھاؤنیاں، اقلیتوں کی عبادت گاہ، ہوٹل، بازار، جنازے، پولیس، فوجی، عام شہری غرضیکہ کوئی بھی محفوظ نہیں رہا۔ حالات بد سے بدترین ہوتے جا رہے ہیں اور ساری قوم کے لیے لمحہء فکریہ ہے۔ اگر حالات میں بہتری نہ آئی اور ہمارے حساس ادارے اسی طرح دہشت گردی کا شکار ہوتے رہے تو عوام کا اپنے دفاعی اداروں پر سے اعتماد اٹھ جائے گا اور شاید مکار دشمن اُسی وقت کا منتظر ہے۔ درحقیقت عوامی اعتماد ہی ان کی اداروں کی سب سے بڑی قوت ہوتی ہے جو بڑی مکاری سے ختم کی جا رہی ہے اور جوں ہی یہ کمزوری عیاں ہوئی، ہم کسی بیرونی جارحیت کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ ضروری اندرونی معاملات کی درستگی ہے۔ بجائے اس کے ہم کسی کا آلہ کار بنیں۔ خود ہی سیاسی بصیرت، حکمت

ودانائی سے اس مسئلے کا حل نکالیں ۔دہشت گردی کی اس نام نہاد جنگ میں ہم نے 40ہزار سے زائد جانوں کی قربانی تو دے دی ۔مگر آج تک مثبت نتائج سامنے نہیں آئے ۔اب اور کتنی دیر تک اسی جنگ میں اپنا مال وجان ضائع کرتے رہیں گے۔ جنگ کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتی ۔ہمیشہ پرامن ماحول میں ہی مسائل کا حل مشاورت اور سمجھوتوں سے ہوتا ہے۔ ہمیں وہ وجہ تلاش کرنی ہوگی جس کی بدولت ہم دہشت گردی کی دلدل میں دھنستے جارہے ہیں ۔ہمیں ہنگامی طور پر وہ اقدام اٹھانے ہونگے جس سے موجودہ فضا میں تبدیلی لائی جا سکے ۔دہشت گردی کے خاتمے کے لیےضروری ہے کہ دہشت گردوں کوختم کرنے کے ساتھ ساتھ اس سوچ کو ختم کیا جائے جو معصوم اور غریب لوگوں کو خود ساختہ جنت کے خواب دکھا کران کے ہاتھوں میں اسلحہ اور جسم پر بم باندھ دیتی ہے۔اس کے لیے تمام ارباب ذوق ،دانشور ،سیاسی وَمذہبی راہنما ،میڈیا اور تمام مکاتب فکر کو مثبت انداز میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا ۔انہیں سب سے پہلے اس بات پر متفق ہونا ہوگا کہ آئندہ کے لیے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے؟اصلی دشمن کون ہے اس کا پتہ لگایا جائے اور اس کے عزائم کے بارے میں بھی عوام کو بتایا جائے ۔دشمنی کی وجہ کیا ہے اور اس کو کیسے ختم کرنا ہے؟اسامہ بن لادن جیسے امریکی سپاہی کی ہلاکت پر بھی ہمارے ملک میں ایک طبقہ صرف اسے شہید کا درجہ دیتا ہے بلکہ اُس کی غائبانہ نماز جنازہ بھی کروا رہا ہے ۔کوئی یہ تو بتائے کہ اسامہ نے پاکستان کی عوام اور اسلام کیلئے کیا خدمات سرانجام دیں؟امریکہ کے ساتھ اس جنگ میں اب تک کیا کھویا اور کیا پایا؟ کیا پاکستان کے عوام اس کے حامی ہیں؟اس جنگ سے لوگوں کے بنیادی مسائل حل ہو رہے ہیں یا ملک معاشی بدحالی کے آخری سرے پر آ پہنچا ہے ۔ دہشت گردی کی مذمت تو ایک سیاسی علامت بن گئی ہے ۔اس کو ختم کرنے کے لیے سب سے پہلے متحد ہونے کی ضرورت ہے اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر ہر فیصلہ ملکی مفادات میں کیا جائے ۔اس جنگ سے باہر نکلا جائے جس کی وجہ سے پاکستان ہی نہیں پوری دنیا کی معیشت تباہ ہو رہی ہے ۔اب تو دہشت گردی بھی ایک انڈسٹری بن چکی ہے ۔جس میں پیسے کے بدلے گولہ بارود اور خودکش بمبار تک کا سودا ہوتا ہے ۔تباہی و بربادی کے اس لین دین میں مرنے اور مارنے والے صرف غریب لوگ ہی کیوں ہوتے ہیں؟صرف چند لوگوں کی ذاتی مفادات کی غلط پالیسوں نے ہمارے ملک کو دنیا کی نظر میں دہشت گردوں کی آماجگاہ بنا دیا ہے ۔ابھی وقت ہے کہ ہم ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھیں اور سارے اختلافات بھول کر ملک کی سلامتی کے لیے امن کی پالیسی اپنائیں ۔جنگوں سے قومیں تباہ ہوتی ہیں اور امن میں ہی ترقی کرتی ہیں ۔ساحر لدھیانوی نے ٹھیک کہا تھا

جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے
جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی
آگ اور خون آج بخشے گی
بھوک اور احتیاج کل دے گی

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

24 مئی 2011ء

sohailloun@gmail.com